ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com
Vol. 2, No.1 (2020)
(January to March)

ڈاکٹر وحید قریشی بطور اقبال شناس

Dr. Waheed Qureshi as an Iqbal Scholar

۱۔ محمد شوکت علی

لیکچرار شعبہ اُردو، اسپائر کالج، مناواں، لاہور

۲۔ نورین رضوی

لاہور، پنجاب، پاکستان

Abstract:

In this article, Dr. Waheed Qureshi's work is presented with reference to the tradition of Iqbalism. There were many facts to his personality. He was well versed in research, critique, teaching, poetry, photography, and humor in conversation, phrasing and the best principles of organizers. In this article, along with the biography of Dr. Waheed Qureshi, Iqbal's thought has been highlighted. His literary services have been around for almost sixty years, which shows his attachment to Urdu literature as well as confessions. He has also written several important essays on various subjects related to Iqbalism. In this way, it is easier to understand Iqbal's thoughts. Here the usefulness of his articles and essays is highlighted. Reading this article explains Iqbal and the ideology of patriotism. Allama Iqbal's concepts of the state and other subjects have also been studied analytically. Here the concept of education, the concept of freedom, the concept of patriotism, the concept of poetry, the concept of politics and the concept of jihad are described in the context of Iqbal's thought. In this article, where the literary services of Dr. Waheed Qureshi are pointed out, Iqbal's thoughts are also explained.

Key Words: Dr.Waheed Qureshi, Tradition of Iqbalism, Iqbal's thoughts, Explained, Analytically, Literary services.

علامہ محمد اقبال ایک ایسی نابغہ ءروزگار ہستی ہیں کہ جس کے فکر و فن نے معاشرتی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ انھوں نے اپنے فکری اور شعوری محرکات سے اذہان میں نئے رجحانات کی ترویج کی۔ اُن کا تخلیقی معیار بُلند آہنگ کی صورت میں اُبھرتا ہے اور داخلی کُلیت کے منقطع روابط کو ایک لڑی میں پُرونے کی سعی کرتا ہے جس سے انسانوں میں انفرادی اور اجتماعی طور پر شعور و آگہی کے در عیاں ہوتے ہیں۔ اقبال نے زندگی میں انسانی تصورات و اعمال کی دریافت و بازیافت کو اپنی منزلِ مقصود بنایا اور ایسے تصورات و نظریات کی ترویج کی جن سے انسانی زندگی میں انبساط و آسودگی کے مواقع میسر ہوئے۔ حضرت علامہ محمد اقبال نے پاکستان اور عالمی سطح پر جو شہرت حاصل کی، اُس کا کوئی ثانی نہیں، وہ مسلم اور غیر مسلم سبھی میں مقبولیت کے معترف ہیں۔ پاکستان میں وہ مصورِ پاکستان کی حیثیت سے دلوں میں گھر کیے ہوئے ہیں۔ اُن کی عظمت اور بلند افکار جہاں ہر عام و خاص کی زبان و دل میں مزین ہو چکے ہیں وہیں سب سے اہم کام ادیبوں، شعرا اور ناقدین نے اقبالیات کے ضمن میں کیا ہے۔ ادیبوں نے اقبال شناسی کی روایت کو آگے بڑھانے میں سب سے پُر معنی کام کیا ہے۔ جہاں ادیبوں اور اقبال شناسوں کی بات کی جاتی ہے وہاں ایک نام ڈاکٹر وحید قریشی کا بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ وہ جہاں ادیب، شاعر، صحافی، استاد، منتظم اور محقق کے طور پر سامنے آتے ہیں، تو وہیں اُن کی ایک حیثیت اقبال شناس کے حوالے سے بھی بہت اہم ہے۔ ان کی شخصیت کے ضمن میں افتخار عارف لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر وحید قریشی، محقق ہیں، مترجم ہیں، اسکالر ہیں، شاعر ہیں، استاد ہیں اور ایسی ہمہ جہت شخصیت کہ جن کی ساری زندگی جہانِ فکر و دانش کے در و بام تعمیر کرتے، سنوارتے، سجاتے گزری۔"(۱)

ڈاکٹر وحید قریشی کی شخصیت میں کئی جہات کار فرما تھیں۔ وہ تحقیق، تنقید، تدریس، شاعری، فوٹو گرافی، گفتگو میں مزاح، فقرہ بازی اور منتظمین کے بہترین اصولوں سے واقف تھے۔ ادبی محقق کی حیثیت سے انھوں نے تحقیق کے میدان میں اہم کارہائے سرانجام دیے۔ انھوں نے کتابوں کی ترتیب و تدوین کا کام بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ تکمیل کے مراحل تک پہنچایا۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے اپنے جذبات واحساسات کو شعری معنویت میں بھی پیش کیا۔ وہ جہاں اردو ادب سے لگاؤ رکھتے تھے وہاں فارسی زبان و ادب پر بھی دسترس رکھتے تھے۔ ان کے ہاں ایک اہم خصوصیت پاکستان کی تاریخ اور مسائل سے با خوبی آگہی بھی تھی۔ وہ پاکستان کے ایک بڑے علم بردار تھے۔ اردو ادب میں ڈاکٹر وحید قریشی ایک درخشاں باب کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی علمی اور ادبی خدمات قابل تحسین ہیں اور ہمیشہ یاد کی جاتی رہیں گی۔ بقول ڈاکٹر گوہر نوشاہی:

"ڈاکٹر وحید قریشی ایک نامور محقق اور ممتاز دانش ور ہیں۔ ان کی علمی اور ادبی خدمات کی لا تعداد جہتیں ہیں۔ جنہیں محدود اوراق میں کی تنگنائے میں سمونا آسان نہیں ہے۔"(۲)

ڈاکٹر وحید قریشی علم وادب کے ایک بہترین معمار کے طور پر منظر عام پر آئے۔ انھوں نے ساری زندگی علم وآگہی کی ترویج اور تحریک آزادی پاکستان کے ایک کارکن کے طور پر بسر کی۔ وہ ۱۴ فروری ۱۹۲۵ء کو میانوالی میں اپنے نانا کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام عبدالوحید ہے اور قلمی نام ڈاکٹر وحید قریشی ہے۔ آپ کا آبائی شجرہ چھ واسطوں سے سلسلہ قادریہ سے جاملتا ہے۔ یہ سلسلہء قادریہ چھ واسطوں میں صاحب ولادت اور ممتاز صوفی حضرت شاہ جمال نوری (م:۱۰۶۱) سے منسوب ہوتا ہے۔ ان کا یہ سلسلہ ستائیس واسطوں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔

۱۹۳۰ء میں ڈاکٹر وحید قریشی نے کسوال کے پرائمری سکول سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا اور ۱۹۴۰ء میں میٹرک کا امتحان اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ، لاہور سے پاس کیا۔ میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ کو گورنمنٹ کالج، لاہور میں داخل کرادیا گیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں آپ کے ساتھ عنایت اللہ اور جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال مرحوم کا بھی داخلہ ہوا۔ اس سال اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیت کے صرف متذکرہ تینوں طالب علموں کو ہی گورنمنٹ کالج، لاہور میں داخلہ مل سکا۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے ۱۹۴۲ء میں ایف۔ اے، ۱۹۴۴ء میں بی۔ اے آنرز، ۱۹۴۶ء میں ایم۔ اے فارسی اور ۱۹۵۰ء میں ایم۔ اے تاریک کے امتحانات پاس کیے۔ اس کے بعد انھوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۵۲ء میں فارسی میں پی ایچ۔ ڈی اور ۱۹۶۲ء میں اردو میں ڈی لٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ان کی پی ایچ۔ ڈی فارسی اور اردو میں ڈی لٹ کی ڈگریوں کے ضمن میں پروفیسر محمد شاہد حنیف لکھتے ہیں:

"یہ امر قابل ذکر ہے کہ فارسی میں پی ایچ۔ ڈی کرنے کے لیے ڈاکٹر وحید قریشی کو الفرڈ پٹیالہ ریسرچ سکالر شپ ملا اور ۱۹۵۰ء میں آپ نے فارسی کی ڈکٹریٹ مکمل کی۔ اس ضمن میں آپ نے پروفیسر عباس شوستری سے چھ ماہ تک سبقاً سبقاً فارسی زبان پڑھی۔۔۔۔۔ آپ نے Inaha Literature Persian-A Critical" "Study کے موضوع پر فارسی میں پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی جب کہ ڈی۔ لٹ اردو میں آپ کے مقالے کا عنوان "میر حسن اور اُن کا زمانہ" تھا۔"(۳)

ڈاکٹر قریشی کے لیے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں دو بڑی ڈگریوں پی ایچ۔ ڈی اور ڈی۔ لٹ اردو سے نوازا۔ پنجاب یونیورسٹی میں آپ کو جن نامور اساتذہ سے فیض یاب ہونے کا شرف حاصل ہوا، اُن میں ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر پروفیسر محمد اقبال، پروفیسر مولوی محمد شفیع اور پروفیسر عباس شوستری کے نام قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے اپنے والدین کے کہنے پر سی ایس ایس کا امتحان بھی پاس کیا اور انٹرویو میں آٹھویں نمبر پر آئے۔ آپ کو پوسٹل سروس کے لیے منتخب کیا گیا، لیکن آپ نے اس کام کو اپنے لیے موزوں طبع نہ سمجھا اور ۱۹۵۱ء میں اسلامیہ کالج گوجرانوالہ میں لیکچرار کی اسامی پر تعینات ہوگئے۔ یہاں چھ سال کام کرنے کے بعد اسلامیہ کالج ریلوے روڈ، لاہور میں شعبہ تاریخ کے لیکچرار کے طور پر فائز ہوگئے۔ اس کے بعد اسلامیہ کالج سول لائنز میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس دوران آپ جزوی طور پر اورینٹل کالج میں بھی تدریسی سرگرمیوں میں سرگرم عمل

رہے۔ ۱۹۶۲ء میں آپ اسلامیہ کالج سول لائنز کو خیر باد کہہ کر پنجاب یونیورسٹی آ گئے۔ یہاں ۱۹۷۵ء میں آپ نے بہ طور غالب پروفیسر بھی کام کیا اور ۱۹۸۰ء میں بہ حیثیت پرنسپل بھی فرائض انجام دیے۔ اس کے علاوہ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۸۰۴ تک علوم اسلامیہ و علوم شرقیہ کی فیکلٹی ڈین کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۸۲ء میں آپ کو اعزازی طور پر ڈائریکٹر اقبال اکادمی منتخب کیا گیا۔ ۱۹۸۳ء میں آپ مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین کے عہدے پر بھی فائز رہے اور ۱۹۸۷ء تک اس عہدے پر کام کرتے رہے۔ ۱۹۸۷ء میں مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین کی حیثیت سے ریٹائر ہونے کے بعد کچھ عرصہ بزمِ اقبال میں بھی کام کیا۔ اس کے بعد دوبارہ اقبال اکادمی کے کل وقتی ڈائریکٹر کے طور پر مقرر ہوئے اور یہاں اپنی معیاد مکمل کرنے کے بعد جون ۱۹۹۷ء میں فارغ ہوئے۔

ڈاکٹر وحید قریشی کو شعر و شاعری سے لگاؤ اور علم و ادب سے شغف گھر کی دہلیز سے بیدار ہوا۔ انھیں کالج کے زمانے میں اپنی لائبریری بنانے کا شوق پیدا ہوا اور اس ضمن میں انھوں نے اردو اور فارسی شاعری کی کتابیں اکٹھا کرنا شروع کر دیں۔ انھوں نے اپنے کالج کے دور میں اردو شاعری کے شوق میں اختر شیرانی، حفیظ جالندھری اور احسان دانش کے تتبع میں شعر کہنے کی سعی کی اور فارسی شعر گوئی کے لیے اپنے استاد شاعر صوفی غلام مصطفیٰ تبسم سے شرف حاصل کیا۔ آپ کو اقبال سے رغبت کب ہوئی؟ اس ضمن میں ڈاکٹر گوہر نوشاہی لکھتے ہیں:

> ''ڈاکٹر صاحب نے بچپن ہی سے گھر میں ادبی ماحول دیکھا تھا۔ اقبال کی ''بانگِ درا'' اور ادبی جریدے ''عالمگیر'' اور ''نیرنگ خیال'' وغیرہ والد صاحب کے مطالعہ میں رہتے تھے۔ انھی کی ورق گردانی سے ادبی مطالعے کی ابتدا ہوئی۔''(۴)

ڈاکٹر وحید قریشی ایک بلند پایہ کے محقق تھے۔ انھوں نے نہ صرف تحقیق کی روایت کو آگے بڑھانے میں آئندہ نسلوں کے لیے راہ ہموار کی بلکہ فن کی دنیا میں بھی نئی جہتوں کا سراغ لگانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے تحقیق کے بنیادی اوصاف میں موضوع کے اصلی مآخذوں تک رسائی اور درست نتائج کی کھوج لگانا شامل ہے۔ اردو ادب کے نامور محققین کے بعد تحقیق کے کام کو آگے بڑھانے میں، ان کا اپنا مقام ہے۔ ان سے پہلے محققین میں حافظ محمود شیرانی، مولوی محمد شفیع اور سید عبداللہ کے نام قابل ذکر ہیں جن کی نہج پر چل کر ڈاکٹر وحید قریشی تحقیق کی روایت کو صحیح معنوں میں ترویج دی۔

ڈاکٹر وحید قریشی جہاں اردو ادب میں ایک اہم نام کے طور پر جانے جاتے ہیں وہیں اقبال شناسوں میں بھی قابل ذکر شخصیت کے مالک ہیں۔ لیکن یہ عظیم ادیب، محقق، صحافی، استاد، عالم اور اقبال شناس ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے اور اردو ادب کا ایک درخشاں باب اپنی تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی کی وفات کے ضمن میں قائداعظم لائبریری، لاہور نے اپنے شش ماہی ادبی مجلے ''مخزن'' نے ڈاکٹر وحید قریشی نمبر جاری کیا، جو ان کی شخصیت اور فکر و فن کے حوالے سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں شامل مقالات، مضامین، مکتوبات اور انٹرویو سبھی ڈاکٹر وحید قریشی کی شخصیت اور فکر و فن کی تحسین میں اپنی مثال آپ ہیں۔ رسالہ ''مخزن'' اردو ادبیات میں اہم مآخذ کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس نے ہر دور میں اردو ادب کی خدمت کی ہے اور اردو کے ادیبوں کی شخصیت ہو یا فن سبھی کو نمایاں کرنے میں کبھی کنجوسی سے کام نہیں لیا۔ رسالہ ''مخزن'' کے آغاز کا سہرا سر عبدالقادر کے سر ہے۔ جنھوں نے بیسویں صدی کے آغاز میں اس کی بنیاد رکھی۔ ''مخزن'' کا شمارہ نمبر ۱۹ اور جلد نمبر ۱۰ کو ڈاکٹر وحید قریشی کے نمبر کے طور پر شائع کیا گیا۔ زیر نظر ''مخزن'' کے شمارے اور ڈاکٹر وحید قریشی کے ضمن میں مدیر اعزازی شہزاد احمد رقم طراز ہیں:

> ''ایک نابغہ ء روزگار شخصیت ڈاکٹر وحید قریشی کی علمی، تخلیقی، تنقیدی، تحقیقی اور تنظیمی جہتیں اس قدر وسیع اور عظیم الشان ہیں کہ ان کے اکتشاف میں آنے والا ایک زمانہ صرف ہو گا۔۔۔۔ زیر نظر شمارے میں ڈاکٹر صاحب کی مجلسی، معاشرتی، نجی اور انتظامی زندگی کے معدودے چند پہلوؤں پر ان کے معاصرین اور متاثرین کے مضامین یکجا کیے جا رہے ہیں۔''(۵)

''مخزن'' کا شمارہ نمبر انیس ۲۰۱۰ء خاص کر ڈاکٹر وحید قریشی نمبر کے طور پر شائع کیا گیا۔ جس میں ڈاکٹر صاحب کی شخصیت پر ۹ مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ اُن مضامین میں وحید العصر-ڈاکٹر وحید قریشی، طوفان اور شبنم، محقق گر محقق، ڈاکٹر وحید قریشی، میرا ہم جماعت-وحید قریشی، ادب تحقیق کا جن اور ڈاکٹر وحید قریشی میرے استاد وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر تحسین فراقی نے ڈاکٹر وحید قریشی کے حوالے سے ایک مختصر تجزیہ اپنے مضمون ''اردو ادب کا ارتقاء'' میں پیش کیا ہے۔ محمد سہیل بھٹی کے ڈاکٹر وحید قریشی سے لیے گئے انٹرویو کو بھی شامل کیا گیا ہے جس میں ڈاکٹر موصوف کے ڈرامے اور تھیٹر کے حوالے سے تاثرات کو قلم بند کیا گیا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر وحید قریشی سے خط کتابت کے ضمن میں بھی بہت اہم مکتوبات کو شامل کیا گیا ہے، جن سے ان کی شخصیت اور فن کے درخشاں پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ ''ڈاکٹر وحید قریشی کی چند تصنیفات و تالیفات'' محمد عارف کی کاوش ہے جس میں ڈاکٹر وحید قریشی کی ۴۸ اردو اور ۱۲ انگریزی تصانیف و تالیف کی فہرست درج کی گئی ہے۔ ''انتخاب تازہ کلام ڈاکٹر وحید قریشی'' کو اظہر غوری نے تحریر کیا ہے۔ اس میں ڈاکٹر وحید قریشی کے شعری کلام نظم، غزل، رباعی اور قطعات کے فن پارے شامل کیے گئے ہیں۔ اظہر غوری شاعری میں ڈاکٹر وحید قریشی کی اصناف کے ضمن میں رقم طراز ہیں:

> ''ڈاکٹر وحید قریشی کی شاعری اپنے عہد کی دستاویز بھی ہے اور تاریخ بھی۔ وہ اپنی تخلیقی سرگرمیوں میں بھی اتنے ہی محو رہیں کہ جتنا کے عمر بھر تحقیقی و تدریسی اور تنظیمی مشاغل میں مصروف تھے۔ ان کا اولین مجموعہ کلام 'نقدِ جاں' ۱۹۷۰ میں لاہور سے جب کہ دوسرا مجموعہ کلام 'الواح' ۱۹۸۴ء میں فیصل آباد سے شائع ہوا۔ ڈاکٹر وحید قریشی کی شعری اصناف غزلوں پابند نظموں، آزاد نظموں، رباعیوں، قطعوں، دوہوں اور طنز و مزاح پر مشتمل ہیں اور ہر صنف میں ان کی تخلیقات اپنی مثال آپ ہیں۔''(۶)

ڈاکٹر انور سدید نے اپنے مضمون ''وحید العصر-ڈاکٹر وحید قریشی'' میں ان کی ادبی خدمات کو سراہا ہے۔ اُن کے نزدیک ڈاکٹر وحید قریشی کی زندگی کا ایک روشن پہلو یہ بھی تھا کہ وہ اپنے دور کے ادیبوں، دوستوں، دانش وروں اور اپنے طالب علموں کے کام کو اجاگر کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ ان کی ادبی زندگی کا عرصہ تقریباً ساٹھ سال کے لگ بھگ ہے۔ جس میں انھوں نے علم و ادب کے لیے بہت ہی ممتاز اور نمایاں کام کیا۔ ڈاکٹر انور سدید ان کی وفات کو اردو ادب کے لیے ایک سانحہ تصور کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''ڈاکٹر وحید قریشی نے اپنی زندگی اپنی شرائط پر بسر کی۔ متعدد قسم کی بیماریوں کو انھوں نے اپنی مضبوط قوتِ ارادی سے زیر کر رکھا تھا اور علالت کی تکلیف اور اپنی تنہائی کو ہمیشہ شکست دی۔ وہ ذہنی طور پر کئی منصوبوں کو ترتیب دے رہے تھے لیکن موت نے مہلت نہ دی۔ ان کی وفات اردو ادب کے لیے سانحہ ہے۔ افسوس! اے وائے افسوس۔''(۷)

''پاکستانی قومیت اور اقبال'' ڈاکٹر وحید قریشی کی اقبال پر ایک تصنیف ہے۔ اس کتاب میں تین موضوعات کو فکر اقبال کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ اُن موضوعات میں ''مسند خلافت یا مجلسِ قانون ساز فکر اقبال کی روشنی میں''، ''اقبال اور نظریہ وطنیت'' اور ''پاکستان میں قومیت کی تشکیل'' قابل ذکر ہیں۔ زیر نظر تصنیف میں شامل تینوں مقالات اقبال کی فکریات کو سمجھنے میں کار آمد ہیں۔ پہلے مقالے میں خلافت کے ضمن میں خیالات و تصورات کو دور حاضر کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے مقالے میں اقبال کے نظریہ وطنیت کے بدلتے ہوئے تقاضوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور تیسرے مقالے میں پاکستان میں قومیت کی تشکیل پر زور دیا گیا ہے۔ ان مقالات میں اقبال کے مابعد طبیعاتی مسائل پر بھیر و شنی ڈالی گئی ہے اور افکار اقبال کی ترویج میں فلسفیانہ افکار کی اہمیت کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔ فکر اقبال میں زندگی کے مادی مسائل کے حل کے لیے بھی تصورات و خیالات کار فرما ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر وحید قریشی پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

"اقبال کے فلسفیانہ مسائل تجریدی پہلوؤں کے علاوہ مادی پہلو بھی رکھتے ہیں۔ فکر اقبال کی روشنی میں ہم زندگی کے مادی مسائل کا حل دریافت کر سکتے ہیں۔"(۸)

ڈاکٹر وحید قریشی نے زیر نظر تصنیف میں جن تین مضامین کو پیش کیا ہے وہ تینوں مضامین فکر اقبال کی صحیح معنوں میں ترجمانی کرتے ہیں۔ ان کا مقالہ "مسند خلافت یا مجلس قانون ساز فکر اقبال کی روشنی میں" ایک اہم مقالہ ہے۔ اس میں مسلمانوں کی سیاسی جہد وجہد کو عالمِ اسلام کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔ اقبال کا مغربی قومیت کا تصور کیا ہے؟ اور ملت واحد کے تصور میں کار فرما نظریات وخیالات کو نفسیاتی اندازِ فکر میں عیاں کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک ملت واحد کا تصور بہت اہم ہے اور وہ مغربی تصور وطنیت سے اتفاق نہیں کرتے تھے۔ اقبال اسلام میں سیاست اور مذہب کے دوہرے نظام کو ہر گز لائق نہیں کرتے تھے بلکہ وہ ان کو ایک ہی واحد حقیقت کے آئینے سے دیکھتے ہیں۔ اس مقالے میں ڈاکٹر وحید قریشی نے سیاست، مذہب، خلافت، حکومت، اخلاقی قدروں، سماجی رویوں، معاشرتی رجحانات اور نظام معاشرت کے اصولوں کو مغربی اور اسلامی نقطہ نظر سے واضح کرنے کی سعی کی ہے۔ اس مقالے کو پڑھ کر خلافت، اجتہاد، اسلامیات، مقصد حیات، قانون سازی، معاشرت، جماعت اور گروہ کے بہت سے پہلوؤں سے آگاہی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے علامہ اقبال کے خطبات سے حکومت سازی، کرداسازی، مقصدِ حیات اور دیگر معاملات کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کیا ہے۔

"اقبال اور نظریہ وطنیت" بھی ڈاکٹر وحید قریشی کا ایک اہم مقالہ ہے۔ اس میں اقبال اور وطنیت کے پس منظر میں تصورات کے تغیر و تبدل کو پیش کیا گیا ہے۔ وطنیت کے بارے میں علامہ اقبال کے نظریات بدلتے رہے ہیں۔ ابتدائی طور پر وہ مغربی تصور وطنیت سے بہت متاثر تھے اور کالج میں تعلیم کے زمانے میں اُن کے خیالات میں وطنیت کے اثرات زیادہ نمایاں تھے۔ اسدور میں وہ مغربی تصور قومیت اور وطنیت سے ہم آہنگ نظر آتے ہیں، لیکن جیسے جیسے ان کے مطالعہ میں وسعت نظر پیدا ہوئی، اُن کے نظریات وتصورات میں بھی واضح تبدیلی پیدا ہوتی گئی۔ اقبال اپنے زمانہ طالب علمی میں جب وہ یورپ میں قیام پذیر تھے تو انھوں نے وہاں کے وطنیت اور قومیت پرست تصورات کا نفسیاتی طور پر تجزیہ کیا، جس سے ان کے خیال میں وہاں کے اس نظام سے نفرت ہونا شروع ہو گئی۔ ۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک کے زمانے مین علامہ اقبال کی فکریات میں وطنیت کے اثرات کار فرما تھے۔ اقبال کے نظریات وتصورات میں واضح تبدیلی اسلامی تعلیمات کا باریک بینی سے مطالعہ کرنے سے ہوئی۔ قرآن وحدیث کے مطالعہ نے اقبال کی فکریات کی ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں؛

"اقبال کے یہ تصورات اوّل تاریخ اسلام اور عمرانی مسائل کے مطالعہ سے اجاگر ہوئے۔ اس کے بعد آیات قرآن پر غور وخوض نے ان کے لیے بنیاد کا کام کیا۔ قومیت کے خلاف ان کا ذہنی سفر مغرب کی بہیمانہ زندگی اور قوم و نسل کی بنیاد پر جنگ و جدل کے خلاف ردِ عمل کے طور پر شروع ہوا تھا۔ یہ ردِ عمل مسلمانوں کے قدیم تاریخی سرمائے اور تہذیبی وراثت کی چھان بین سے ختم ہوا۔ وہ رموزِ بے خودی میں جہاں فرد اور ملت کے تعلقات پر روشنی ڈالتے ہیں وہاں ملت کی تکمیل اور استحکام کے لیے تاریخ کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔"(۹)

علامہ اقبال کے وطنیت کے بارے میں نظریات وتصورات کو جاننے کے لیے ڈاکٹر وحید قریشی کے مقالے "اقبال اور نظریہ وطنیت" کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس میں علامہ اقبال کے جہاں شعری کلام سے وطنیت کے خیالات کی وضاحت کی گئی ہے وہاں اقبال کے خطبات، مکتوبات، تصانیف اور مضامین سے بھی اقتباسات کو شامل کر کے اقبال اور وطنیت کے موضوع کو وضح کر دیا ہے۔ وطنیت کے زمرے میں نظریات وتصورات میں تبدیلی وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ رونما ہوئی۔ شروع میں علامہ کے نظریات میں جمود اور مادیت پرستی کے اثرات تھے، لیکن قرآن، حدیث، فقہ، اسلامی علوم اور اسلامی تاریخ کے مطالعہ نے اُن کے تصورات و نظریات میں آفاقیت، بلند آہنگی، جمود سے مجرد، مادیت سے روحانیت اور زمین سے آسمان کی طرف ذہنی

اور شعوری سفر کو جاری کیا۔ ان کے نزدیک زندگی کی بقا اور حیاتِ جاوداں کا اصل مآخذ قرآن مجید کی تعلیمات اور سنتِ نبی ﷺ کی اطاعت میں ہی مزین ہے۔

زیر نظر تصنیف میں ڈاکٹر وحید قریشی کا تیسرا مقالہ "پاکستان میں قومیت کی تشکیل فکر اقبال کی روشنی میں" ہے۔ اس میں مسلمانوں کے قومی تشخص کے مختلف مراحل کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ مسلمان قوم کا اپنا نصب العین ہے، ان کی نسلی، لسانی، جغرافیائی، سیاسی۔ معاشی، معاشرتی اور اخلاقی قدریں ایک جدا تشخص رکھتی ہیں۔ اس مقالے میں قومیت، ملت اور جغرافیائی حدود و قیود کے ضمن میں اقبال کے نظریات و تصورات کو نمایاں کیا گیا ہے اور قومیت کے معانی، مسائل اور اُن کے حل کو فکر اقبال اور اسلامی تعلیمات کی صورت میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

"علامہ اقبال کا تصور ریاست اور دوسرے مضامین" ڈاکٹر وحید قریشی کی ایک اہم تصنیف ہے۔ اسے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے مرتب کیا ہے۔ اس کتاب میں علامہ اقبال کی فکریات پر مشتمل بہت ہی قیمتی مضامین و مقالات کو شامل کیا گیا ہے۔ ۱۷۵ صفحات پر مشتمل اس تصنیف میں مختلف موضوعات پر مضامین کو چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور عرض مرتب کو ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے تحریر کیا ہے۔ پہلے حصے میں شامل مضامین میں علامہ اقبال کا تصور ریاست، توحید کے اطلاقی پہلو، فکر اقبال کی روشنی میں، اقبال اور عشق رسول ﷺ، فلسفہ خودی کے بعض عمرانی پہلو اور افکار اقبال کے نام سے موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک انگریزی مضمون (A Conceptual overview of Iqbal's Sociological Approach towards Modern Muslim Civilization) بھی اہم ہے۔ دوسرے حصے میں "ولادت اقبال: ایک تائیدی دلیل (تجزیہ و تحلیل)" کے عنوان سے صرف ایک موضوعی زیر بحث لایا گیا ہے۔ تیسرے حصے میں آثار اقبال کے نام سے اقبال شناسی کی روایت کو پیش کیا گیا ہے۔ اس میں ذیلی موضوعات عجائب گھر کے نوادر، انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور کی رکنیت، علامہ اقبال کے تین نادر خطوط اور علامہ اقبال اور ڈاکٹر سکاریا قابل ذکر ہیں۔ چوتھے حصے کا عنوان چند اقبالیاتی مطبوعات ہے۔ اس کے ذیلی موضوعات میں کتابیات اقبال، شمس العلماء مولوی سید میر حسن، عروج اقبال، آدابِ خود آگاہی، اقبالیاتی جائزے اور اقبالیات: تفہیم و تجزیہ اردو میں ہیں جب کہ دو انگریزی کاوشیں "Iqbal Philosophy and Education" اور "Studies in Iqbal" بھی قابل ذکر ہیں۔ پانچویں حصے میں دو عنوانات "علامہ اقبال کے بارے میں چار انٹرویو" اور "حیات اقبال کے بعض فراموش شدہ ورق" ہیں۔ چھٹے اور آخری حصے میں بھی دو جز شامل کیے گئے ہیں، ایک سیارہ کا قلمی مذاکرہ (ایک مصاحبہ) ہے اور دوسرا علامہ اقبال اور ہماری عملی زندگی (انٹرویو) پر مشتمل ہے۔ سب سے آخر میں ضمیمہ: خطوط اقبال کا ذخیرہ محمد عمر الدین (متون خطوط) بھی اہم ہے۔

عرض مرتب، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے تحریر کی ہے۔ جس میں ڈاکٹر وحید قریشی زیر نظر تصنیف کے بارے میں مختلف مراحل کی نشان دہی کی گئی ہے۔ استاد محترم ڈاکٹر وحید قریشی نے "علامہ اقبال کا تصور ریاست اور دوسرے مضامین" کا مسوّدہ اپنی حیات کے آخری ایام میں اشاعت کے لیے بزم اقبال کی ادبی کمیٹی کو شائع کرنے کے لیے پیش کیا، لیکن اس وقت مسوّدے میں آٹھ مضامین شامل تھے۔ ڈاکٹر وحید قریشی اپنے گھر کے فرش سے پھسل کر گرنے کے بعد معذوری کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ انھوں نے اپنا مسوّدہ نام تجویز کر کے بزم اقبال کو شائع کرنے کے لیے بھیج دیا۔ لیکن بزم اقبال نے اسے شائع کرنے سے پہلے تدوین کے مراحل سے گزارنا تھا، اس لیے کمیٹی بزم اقبال نے تدوین کی ذمہ داری ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کو تفویض کی۔ انھوں نے تدوین کے کام کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا اور ڈاکٹر وحید قریشی کی چھوٹی بڑی تحریروں کو تلاش کر کے اس مجموعہ میں شائع کرایا۔ اب اس مجموعہ میں چودہ تحریروں کے ساتھ ۱۶ نگارشات کو شامل کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی زیر نظر تصنیف کے بارے میں رقم طراز ہیں:

> "ڈاکٹر وحید قریشی کے زیر نظر مضامین کی تدوین میرے لیے باعث اعزاز افتخار ہے۔ بزم اقبال کا ممنون ہوں کہ انھوں نے مجھے استاد محترم کے مضامین مدّون کرنے کی خدمت بجالانے کا موقع فراہم کیا۔" (۱۰)

زیر نظر تصنیف کا پہلا مقالہ "علامہ اقبال کا تصور ریاست" ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر وحید قریشی نے علامہ اقبال کے تصور ریاست کو مشرقی اور مغربی نظریات و تصورات میں پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ اقبال کا تصور ریاست اسلامی تعلیمات کا پیش خیمہ ہے۔ وہ ریاست میں امن و امان، مساوات، بھائی

چارے اور آزادی فکر کے قائل ہیں اور معاشرے میں فرقہ بازی، نفرت، تعصب، گروہ بندی اور ظلم و ستم کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ ریاست میں جمہوری قدروں کو مستحکم کرنے کے حق میں ہیں، لیکن مغرب کی جمہوریت کو ذرا پسند نہیں کرتے۔ اسلامی طرز جمہوریت کی ترویج ہی مقصد حیات ہے اور جمہوریت میں اخلاقیات پر زور دیتے ہیں۔ اگر جمہوریت میں اخلاقی قدروں کی پاسداری نہیں کی جاتی ہے تو وہ فسطائیت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اقبال ہاں کائنات کی روحانی تعبیر، فرد کی روحانی آزادی اور انسانی معاشرے میں روحانی بنیادیں آفاقی نوعیت کی ہونی چاہیے۔ انھوں نے معاشرے میں سب سے زیادہ جس چیز کی مذمت کی ہے وہ ذات پات کا دوہرا نظام ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے علامہ اقبال کے تصور ریاست کی بڑی نفاست سے وضاحت کی ہے۔ وہ اقبال کے آئین اور جمہورت کے بارے میں خیالات کے ضمن میں لکھتے ہیں:

> "علامہ اقبال نے نئے ملک کے لیے وفاقی طرز کے آئین کی سفارش کی ہے جس میں ایک ایوان کی بجائے دو ایوان ہوں لیکن ساتھ انتباہ بھی کیا ہے کہ کوئی ایسا آئین جس میں جمہوریت اور شخصی حاکمیت کو یک جا کیا گیا ہو، اس سے بھی خیر کا امکان کم ہی ہوتا ہے۔ بہر حال آئین کو جمہوری قدروں کا امانت دار ہونا چاہیے، لیکن آئین قومی امنگوں کا اشاریہ بھی ہوتا ہے۔"(۱۱)

"علامہ اقبال کا تصور ریاست اور دوسرے مضامین" ڈاکٹر وحید قریشی کے اُن مضامین پر مشتمل تصنیف ہے جس سے اقبال کے جہاں تصور ریاست سے آگاہی ہوتی ہے وہاں ان کے دوسرے رجحانات و تصورات سے بھی گرد جھڑتی ہے۔" اقبال اور عشق رسول ﷺ" زیر نظر تصنیف میں ایک اہم مضمون ہے جس میں مصنف کے اقبال اور عشق رسول ﷺ کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ عشق رسول ﷺ کا اقبال کے تناظر میں چار سطحوں سے پیش کیا گیا ہے۔ حضور کے اسوہ حسنہ کی پیروی ہی عشق رسول ﷺ کی دلیل ہے اور اطاعت رسول ﷺ ہی کو اطاعت خدا کا مرکز تصور کیا ہے۔ عشق رسول ﷺ سے ہی خداوند کریم تک رسائی کا سامان پیدا ہوتا ہے اور یہ داخلی فکری پہلو تصور خودی کا بنیادی جز بن جاتا ہے۔ اقبال کے فرد مومن کے بارے میں ڈاکٹر وحید قریشی رقم طراز ہیں:

> "اقبال کے مرد مومن یا مرد حر کی اعلیٰ ترین تکمیل صورت رسول پاک ﷺ کی ذات ہے۔ داخلی حوالے سے رسول پاک کا پہلو عملی زندگی کی طرف بڑھنے اور اعمال کو مرتب کرنے کا بہترین سبب ہے۔ اس اعتبار سے عشق رسول ﷺ کے فکری رشتوں کا تعلق خارجی زندگی کے ساتھ ہو جاتا ہے۔"(۱۲)

"فلسفہ خودی کے بعض عمرانی پہلو" بھی ڈاکٹر وحید قریشی کا ایک اہم مضمون ہے۔ اس میں علامہ اقبال کے انسانی زندگی میں معاشرتی رویوں اور رجحانات کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے اسلامی اصولوں کی آفاقیت کو اپنانے پر زور دیا گیا ہے۔ یہاں اقبال کے زمان و مکان، خودی، روحانی اور مادی ارتقا، انا اور انا الحق جیسے موضوعات کی وضاحت کی گئی ہے۔ ان تمام موضوعات کی تشریح و توضیح کے لیے فارسی اشعار کے ساتھ انگریزی اقتباسات کو بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں اسرار و رموز کی صورت میں دو پہلوؤں یعنی مابعد الطبیعی اور عمرانی کی ترکیب پیش کی گئی ہے۔ اس بارے میں داکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں:

> "اقبال کی نظر میں اس ترکیب کی اصل توحید ہے جس کی الوہی جہت مابعد الطبیعی ہے اور انسانی پہلو، عمرانی۔ توحید کی حقیقی معنویت ان دونوں کے امتزاج میں پوشیدہ ہے۔ انسان میڈیم کو نظر انداز کر کے وحدت الہیہ کے اطلاقی ظہور کا مشاہدہ اور اثبات کیا ہی نہیں جا سکتا۔ عقیدہ توحید کا لازمی تقاضا ہے کہ آدمی زندگی کی ہر سطح پر اس کا مظہر بن جائے۔ یہی فکر اقبال کا جوہر ہے جس کا پہلا جوہر تفصیلی اظہار اسرار و رموز میں ہوا۔"(۱۳)

زیر نظر تصنیف میں "افکار اقبال" علامہ اقبال کے پاکستان کے خواب، تخیل پاکستان، ملی تشخص، نظریہ حیات، ہمارے علاقائی اختلافات اور مرد مومن کی خصوصیات کو بڑی عرق ریزی کے ساتھ قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس سے باآسانی قارئین اپنے مدعا کو سمجھ سکتا ہے۔ خطوط اقبال کا ذخیرہ محمد عمر الدین (تجزیہ و معنویت) بہت اہم کاوش ہے۔ ان مکتوبات سے بہت سی نادر معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ ولادت اقبال: ایک تائیدی دلیل • تجزیہ و تحلیل) بھی ڈاکٹر وحید قریشی کا ایک اہم مضمون ہے۔ اس میں اقبال کی شاعری کے ابتدائی نقوش کی نشان دہی مختلف حوالوں سے کی گئی ہے۔ "آثار اقبال" میں علامہ اقبال کے کچھ نادر خطوط کے نقشے پیش کیے گئے ہیں جن سے علامہ اقبال کے بارے میں بہت ہی اہم معلومات سے آگاہی ہوتی ہے۔ بہر حال "علامہ اقبال کا تصور ریاست اور دوسرے مضامین" ڈاکٹر وحید قریشی کی اقبال شناسی کی روایت کو آگے بڑھانے میں نہایت مفید کاوش ہے۔

"اساسیاتِ اقبال" ڈاکٹر وحید قریشی کی اقبال شناسی پر لکھی گئی اہم تصانیف میں شمار ہوتی ہے۔ یہ تصنیف قومی صدارتی اقبال ایوارڈ یافتہ برائے سال (اقبال ایوارڈ یافتہ برائے سال (۱۹۹۴-۱۹۹۶) ہے۔ اسے اقبال اکادمی پاکستان، لاہور نے ۱۹۹۶ء میں شائع کیا اور اس کی طبع دوم ۲۰۰۳ء میں ہوئی۔ زیر نظر تصنیف میں اقبال شناسی کے حوالے سے بہت ہی نایاب موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ ان موضوعات کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو تین سو بارہ صفحات پر مشتمل ہیں۔ پہلے حصے کا عنوان "تصور ریاست" ہے اس میں پانچ درج ذیل عنوانات شامل کیے گئے ہیں:

۱۔ مسند خلافت یا مجلسِ قانون ساز　　۲۔ علامہ اقبال کا تصور حریت　　۳۔ اقبال اور نظریہ وطنیت ۱　　۴۔ علامہ اقبال کا تصور وطنیت ۲

۵۔ اقبال، خمینی اور شریعتی۔

دوسرے حصے میں "تصور تعلیم" کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس میں دو موضوعات زیر بحث ہیں: ۱۔ اقبال کا تصور تعلیم اور عصری صورتِ حال (حصہ اول)　　۲۔ اقبال کا تصور تعلیم اور عصری صورتِ حال (حصہ دوم)۔ تیسرا حصہ "تصور تاریخ" ہے اور اس میں صرف ایک موضوع "علامہ اقبال اور مطالعہ تاریخ" کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ چوتھے حصے کا عنوان "تصور شعر" ہے۔ اس میں بھی صرف دو موضوعات "اقبال کی شاعری" اور "اقبال کا اثر دوسرے شعرا پر" بیان کیے گئے ہیں۔ "تصور فن" پانچواں باب ہے۔ اس میں ایک موضوع "اقبال اور چغتائی" کے فن کے ضمن میں تاثرات کو پیش کیا گیا ہے۔ "تصور جہاد" کا ساتواں نمبر ہے۔ اس میں بھی دو موضوعات "اقبال کا تصور جہاد" اور "تفہیم اقبال کے لیے فارسی زبان کی اہمیت" کو نمایاں کیا گیا ہے۔ زیر نظر تصنیف کا آخری حصہ متفرقات پر مشتمل ہے جس میں مختلف تصانیف پر تبصرے اور تعارف پیش کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کا دیباچہ ڈاکٹر وحید عشرت نے پیش کیا ہے۔ دیباچے میں مصنف اور اس تصنیف کے ضمن میں اپنے تاثرات کو پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛

> "ڈاکٹر وحید قریشی۔۔۔۔۔ ہماری علمی اور ادبی روایت میں ایک کثیر الجہات شخصیت ہیں جن کی تحقیق کا دائرہ نصف صدی سے بھی زیادہ عرصے پر محیط ہے۔ آپ ممتاز پاکستانی دانشور، تنقید اور تحقیق میں منفرد اسلوب رکھنے والے ادیب، شاعر، استاد اور اقبالیات کے محقق ہیں۔ اقبال کے فکر و فن پر ان کی کتاب "اساسیات اقبال" ان مقالات پر مشتمل ہے جو آپ نے اقبال اکادمی میں آنے سے قبل مختلف اوقات میں لکھے، جنہیں اب مناسب تدوین اور اضافوں کے بعد پیش کیا جا رہا ہے۔"(۱۴)

زیر نظر تصنیف پہلا باب "تصور سیاست" کے عنوان سے ہے۔ اس میں علامہ اقبال کے سیاست کے بارے میں تصورات و خیالات کو مجلس قانون ساز، تصور حریت، نظریہ وطنیت، تصور وطنیت، اقبال خمینی اور شریعتی کے ساتھ تقابلی اور تجزیاتی طور پر پیش کیا گیا ہے۔ "مسند خلافت یا مجلس قانون ساز فکر اقبال کی روشنی میں" ایک اہم مقالہ ہے جس میں ڈاکٹر وحید قریشی نے اقبال کے ریاستی تصور کے بارے میں مؤقف کو بیان کیا ہے۔ یہاں ملت کے تصور، خلافت، ملت اسلامیہ، مغربی قومیت کا تصور، ملی تشخص، جغرافیائی حدود اور اقبال کے وطن کے نفسیاتی تصور کو اسلامی اور مغربی نظریات و تصورات کی روشنی میں اجاگر کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے اقبال کے مسند خلافت یا مجلس قانون ساز کو علامہ اقبال کے خطبات سے انگریزی اقتباسات کا انگریزی ترجمہ پیش کر کے اور شعری کلام سے اشعار کو شامل کر کے نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔ اس سارے مطالعہ سے اقبال کا تصور خلافت اور قانون سازی کا

عمل قرآن، حدیث، فقہ، اجماع، قیاس اور اجتہاد کے قریب تر نظر آتا ہے۔ ''علامہ اقبال کا تصور حریت'' بھی ایک اہم مقالہ ہے۔ اس میں اقبال کے شعری کلام سے حریت کی معنویت کو نمایاں کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے آزادی کے لیے ''حریت'' کا لفظ اپنی شعری کاوشوں میں پیش کیا ہے۔ انھوں نے آزادی کے متبادل حریت کو اصلاحی معنوں میں استعمال کیا ہے۔ قرآن پاک میں بھی غلام کو آزاد کرنے کے لیے ''حرہ'' کی ترکیب پیش کی گئی ہے۔ اس ضمن میں علامہ اقبال کا شعر ملاحظہ کریں:

عام حُریّت کا جو دیکھا تھا خواب اسلام نے
اے مسلمان آج تو اُس خواب کی تعبیر دیکھ(۱۵)

علامہ اقبال نے مغربی جمہوریت کے تصور آزادی کی تردید کی ہے۔ انھوں نے قیام یورپ اور مطالعہء فرنگستان سے باخوبی اندازہ لگا لیا تھا، کہ مغربی وطنیت اور مغربی جمہوریت کس قدر انسانیت کے لیے زہر قاتل ہے۔ اقبال مادر پدر آزادی کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ تو مرد حر، انسان کامل میں پابند شعور، پابند عقل، پابند اخلاق اور بامقصد آزادی کی ترغیب دیتے ہیں۔ جس آزادی میں مقصدیت کے افکار سے کوئی سروکار نہ ہو، وہ تباہی اور بربادی کی طرف پیش قدمی ہے۔ آزادی افکار کی وضاحت اقبال کے ان اشعار سے بھی ہوتی ہے۔

آزادی افکار سے ہے اُن کی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر و تدبّر کا سلیقہ
ہو فکر اگر خام تو آزادی افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ(۱۶)

''علامہ اقبال کا تصور حریت'' سے علامہ اقبال کے غلامی اور آزادی کے ضمن میں مغربی اور مشرقی تصورات سے آگاہی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے اقبال کے کلامِ فارسی اور اردو دونوں سے حریت کے مفہوم کو بڑی عرق ریزی سے پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

> ''اقبال نے شخصی اور قومی منافقت کا پردہ چاک کیا ہے اور مرد حر کی صفات، غلام اور آزاد کا فرق، غلامی کی خرابیاں کی مذہبی تاویلات۔۔۔ اپنے کلام میں تفصیل سے بیان کر دی ہیں۔ ان کے ہاں آزادی اور حریت کے تصورات، مجرد تصورات نہیں رہتے بلکہ ان کے فلسفیانہ فکر کا بنیادی حصہ بن جاتے ہیں۔''(۱۷)

''اقبال اور نظریہ وطنیت'' اور ''علامہ اقبال تصور وطنیت'' دونوں بہت اہم مضامین ہیں۔ ان مضامین میں بڑی محنت سے ڈاکٹر وحید قریشی نے علامہ اقبال کے نظریہ وطنیت اور تصور وطنیت کو بیان کیا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے اقبال کے خطبات اور شعری کلام سے وطنیت کے بارے میں اقتباسات اور اشعار بلکہ مکمل نظموں کو بھی شامل کیا ہے۔ ان مضامین کو پڑھ کر علامہ اقبال کے وطنیت کے بارے میں تصورات و نظریات سے کافی حد تک آگاہی ہوتی ہے۔ ''اقبال، خمینی اور شریعتی'' بھی ایک اہم مقالہ ہے جس میں ڈاکٹر وحید قریشی نے مذکورہ تینوں شخصیتوں کے افکار و نظریات کو مختصر انداز میں پیش کیا ہے۔ علی شریعتی نے خطبات اقبال کا مطالعہ کیا، جس سے انھیں علامہ اقبال کے عالم گیر نظریات و تصورات سے آگاہی حاصل ہوئی۔ اقبال عالم اسلام میں انقلاب کے پہلے داعی تھے، جنھوں نے قدیم علوم سے عصری افکار کی ترویج کی۔ امام خمینی بھی علامہ اقبال کے افکار سے متاثر ہوئے۔ ایران میں انقلابی صورت پیدا ہوئی اور ایک نئی ریاست کے قایم ہونے میں انقلابات نے مدد دی۔ امام خمینی نے فقہ جعفریہ کو اپنا بنیادی مآخذ بنایا، جب کہ علامہ اقبال نے

اسلامی نظریات و خیالات میں حنفی فقہ کو اپنی اساس بنایا۔ ایران میں اسلامی انقلاب، امام خمینی کے خواب کی تعبیر اور برصغیر میں مسلم قومیت کا تصور پاکستان کی صورت میں علامہ اقبال اور قائداعظم کے خواب کی تعبیر کی صورت بنا۔

علامہ اقبال، ڈاکٹر علی شریعتی اور امام خمینی کے تصورات و نظریات میں اسلامی انقلاب کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ وہ مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے ہی کمر بستہ نظر آتے ہیں۔ ایران اور پاکستان دونوں اسلامی ریاستیں ہیں۔ ان کو ایک وحدت کے طور پر دنیا کے دوسرے ممالک کے ساتھ چلنا چاہیے۔ عالم اسلام میں صرف اور صرف مسلمانیت کی بات ہونی چاہیے نہ کہ فرقہ واریت کے چکر میں پڑ کر اپنے آپ کو کمزور کرنا چاہیے۔۔ عالم اسلام کی بقا اتحاد، بھائی چارے، اخلاق، باہمی تعلقات اور دوستی پر مبنی ہے۔ زیر نظر مضمون "اقبال، خمینی اور شریعتی" میں ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں:

> "امام خمینیؒ کی تقاریر اور کتب کی روشنی میں جب ان کی فکر زندگی کے بارے میں غور کرتا ہوں تو مجھے ایک مثلث نظر آتی ہے جس کے ایک سرے پر امام خمینیؒ دوسرے سرے پر ڈاکٹر علی شریعتی اور تیسرے سرے پر علامہ اقبال دکھائی دیتے ہیں۔ اس علامتی مثلث کے ذریعے فکر و نظر کی اس وحدت کی طرف اشارہ مقصود ہے، جس نے فکر انسانی کو ایک سمت عطا کی۔"(۱۸)

"اقبال کا تصور تعلیم اور عصری صورت حال" (حصہ اول) بھی ایک اہم کاوش ہے۔ اس میں اقبال کے جدید علوم اور قدیم علوم کی افادیت کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ یہاں علامہ اقبال کے نظام تعلیم کے بارے میں لکھی گئی اہم تصانیف کا تنقیدی مطالعہ بھی زیر بحث ہے جن میں علامہ اقبال کے نظام تعلیم پر لکھی گئی پہلی کتاب "Iqbal's Educational Philosophy" (جس کے مصنف خواجہ غلام السیدین ہیں) کو تصور کیا گیا ہے۔ اس میں فرد کی تعلیم و تربیت، مادی اور روحانی زندگی کے ردمیان تعلق، انسان کی تخلیقی قوتوں جو کشفی رشتہ عقلی مسائل کے ساتھ مربوط کیا ہے۔ اس کے علاوہ اچھے کردار کی تشکیل میں اسلامی نظام کی ترویج فرد کی تعلیم و تربیت میں "خودی" اور "رموزِ بے خودی" کے تعلق کو معاشرتی طور پر پیش کیا گیا ہے۔ دوسری اہم تصانیف میں "اقبال کے تعلیمی نظریات"، "اقبال اور مسئلہ تعلیم" اور "اقبال بحیثیت مفکر تعلیم" وغیرہ کا مختصر انداز میں تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

ان کتب کی روشنی میں اقبال کی تعلیمات سے تصور توحید، تصور زماں و مکاں، عملی اور حرکت کا تصور اور قانون اعتدال کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ ان متذکرہ چاروں عناصر کو ڈاکٹر وحید قریشی نے بھی فلسفیانہ افکار کی روشنی میں واضح کیا ہے۔ "اقبال کا تصور تعلیم اور عصری صورت حال" کے حصہ دوم میں تعلیم کے بارے میں علامہ اقبال کے نظریات کو مختلف صورتوں میں پیش کیا ہے۔ یہاں ڈاکٹر موصوف نے ۱۔ نصاف سازی کا طریق کار اور متعلقہ مسائل، ۲۔ تعلیم نسواں اور دیگر علوم، ۳۔ قدیم و جدید علوم، عقل و عشق اور سائنس و مذہب، ۴۔ ذریعہ تعلیم کا مسئلہ وغیرہ کو اسلامی اور مغربی افکار و نظریات کی صورت میں پیش کیا ہے۔ اس طرح علامہ اقبال کا تعلیم کے بارے میں درس و تدریس کے مؤقف کی وضاحت ہوتی ہے۔

"علامہ اقبال اور مطالعہ تعلیم" بھی ڈاکٹر وحید قریشی کا ایک اہم مقالہ ہے۔ اس میں انھوں نے تاریک کے مطالعہ کو بہت ضروری قرار دیا ہے۔ اقبال کے نظریہ تعلیم میں تاریخ کے ضمن میں ڈاکٹر وحید قریشی رقم طراز ہیں:

> "اقبال کے نظریہ تعلیم میں تاریخ، خاص کر تاریخ اسلام کی اہمیت مسلم ہے۔ تاریخ اقبال کے نزدیک قوموں کے عروج و زوال کی داستان ہے۔ اس حیثیت سے مؤرخ قوموں کے عروج و زوال کے اسباب سے بحث کرتا ہے جس سے قومی آگہی حاصل ہوتی ہے، لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ زندگی ایک مسلسل رو ہے۔ "مسجد قرطبہ" اور "ساقی نامہ" میں زندگی کے اس تسلسل کی طرف اشارے کیے ہیں۔"(۱۹)

زیر نظر تصنیف کے باب "تصور شعر" میں دو موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے: ۱۔ اقبال کی شاعری، ۲۔ اقبال کا اثر دوسرے شعرا پر۔ "اقبال کی شاعری" میں علامہ اقبال کی شاعری کے تین ادوار کا مختصر انداز میں تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ "اقبال کا اثر دوسرے شعرا پر" بھی اہم مضمون ہے۔ اقبال کی اردو اور فارسی شاعری کے ضمن میں داکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں:

> "اقبال کی اُردو اور فارسی شاعری فکر اور زبان و بیان کے اعتبار سے ایک نئے دور کا آغاز کرتی ہے۔ "بانگِ درا" سے "ارمغانِ حجاز" تک اقبال کا اسلوب اور انداز فکر کئی منزلوں سے گزرا ہے۔"(۲۰)

"اقبال کا اثر دوسرے شعرا پر" ڈاکٹر وحید قریشی نے علامہ اقبال کی شاعری کو تین ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے دور میں ناظر حسین ناظم، غلام بھیک نیرنگ، خان احمد حسین خان احمد، درگا سہائے سرور، چکبست، بشیر النساء بیگم بشیر اور ولی وارثی کے اثرات اقبال کے حوالے وضاحت کی گئی ہے۔ دوسرے دور میں حمید، ملک منظور حسین منظور اور تیسرے دور میں امین حزین، زیب عثمانیہ، ڈاکٹر عباس علی خان لمعہ، شاکر صدیقی، ماہر القادری، عرفانی اور آغا صادق کے نام قابل ذکر ہیں۔ تصور فن، میں ڈاکٹر وحید قریشی نے اقبال اور چغتائی پر ایک مفصل مضمون تحریر کیا ہے۔ عبدالرحمٰن چغتائی نے فن کی دنیا میں مصوری کی ایسی مہارت پیدا کی ہے جس کو دیکھ کر ہر کوئی ان کا گرویدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے اپنے زیر نظر مضمون میں چغتائی کے مصور فن کے ساتھ ساتھ اُن کی شخصیت کے جملہ پہلوؤں پر بھی نظر ڈالی ہے۔ چغتائی نے جہاں علامہ اقبال کے فن پاروں پر اپنی مصوری کے جوہر بکھیرے ہیں وہاں عمر خیام اور غالب کے فن تخلیق کی بھی خوب صورت مصوری کی ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر قاری کو چغتائی کی مصوری سے متعلق بہت سی نادر معلومات ایک جگہ جمع ملتی ہیں۔

"تصور جہاد" بھی وحید قریشی کی اقبال پر اچھی تحقیق ہے۔ یہاں علامہ اقبال کا تصور جیاد اور تفہیم اقبال کے لیے فارسی زبان کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ تصور جہاد، علامہ اقبال کا اسلامی تعلیمات کا پیش خیمہ ہے۔ اس میں اسلامی اور مغربی نظریات و فکریات کی روشنی میں جہاد کے خدوخال کو اجاگر کیا گیا ہے۔ قرآن و حدیث اور کلام اقبال میں جہاد کے رموز او قاف پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ عالم اسلام میں جہاد کی ضرورت واہمیت پر بھی نظر ثانی کی گئی ہے۔ جہاد کے ضمن میں ڈاکٹر وحید قریشی کے مضمون "اقبال کا تصور جہاد" بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس سے اقبال کے تصور جہاد کے اسلامی نقطہ نظر سے وضاحت ہوتی ہے۔ اقبال جہاد کی اہمیت سے ہر گز انکار نہیں کرتے بلکہ وہ ماضی کے سپہ سالار اور اصحاب سے بہت حد تک متاثر دکھائی دیتے ہیں۔ "تفہیم اقبال کے لیے فارسی زبان کی اہمیت" بھی ڈاکٹر وحید قریشی کا ایک اہم مضمون ہے۔ جس سے علامہ اقبال کے فارسی زبان میں اپنے افکار و نظریات کو پیش کرنے کی وجہ سامنے آتی ہے۔ اقبال اپنے افکار و نظریات کو فارسی زبان کے ذریعے عالم اسلام میں پہنچانے کے خواہاں تھے۔ انھوں نے اردو زبان کی نسبت فارسی زبان میں زیادہ کلام کہا ہے۔ ان کے شعری مجموعے اردو کی بجائے فارسی میں زیادہ ضخیم ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر وحید قریشی رقم طراز ہیں:

> "علامہ نے ابتدا میں اُردو شاعری کو وسیلہ اظہار بنایا لیکن آگے چل کر انھوں نے اپنے پیغام کو عالم اسلام تک پہنچانے کے لیے فارسی زبان کو اختیار کر لیا۔ ان کا فارسی کلیات اردو کے مقابلے میں زیادہ ضخیم ہے اور ان کی بہترین شاعری کے نمونے فارسی ہی میں ملتے ہیں۔ "جاوید نامہ" اور "زبور عجم" ان کی شاعری کا نقطہ عروج ہے۔"(۲۱)

زیر نظر تصنیف "اساسیات اقبال" کے آخر میں "متفرقات" میں پانچ کتابوں کا تعارف اور تبصرے وغیرہ پیش کیے گئے ہیں۔ ان تصانیف میں تشبیہات اقبال (تعارف)، خطبات اقبال پر ایک نظر (تبصرہ)، مظلوم اقبال (تبصرہ)، اقبال کی ابتدائی زندگی (تبصرہ)، شذرات فکر اقبال (تبصرہ) بھی اہم کاوشیں ہیں۔ تصانیف کے تعارف اور تبصرات سے ڈاکٹر موصوف کے تنقیدی اور تحقیقی انداز فکر کا پتہ چلتا ہے۔ محقق کے لحاظ سے ڈاکٹر وحید قریشی ایک قابل قدر شخصیت کے مالک انسان تھے۔ انھوں نے اقبال شناسی کی روایت کو آگے بڑھانے میں گراں قدر کام کیا ہے۔ ان کی علامہ اقبال کے ضمن میں لکھی گئی کوئی بھی تصنیف، مضمون، مقالہ، مکتوب، تعارف، تبصرہ اور تجزیہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ان کے کام کو ہمیشہ دبستان اقبال میں یاد رکھا جائے گا۔

حوالہ جات

۱۔ افتخار عارف، پیش نامہ، مشمولہ، پاکستانی ادب کے معمار ڈاکٹر وحید قریشی شخصیت اور فن، مرتب، ڈاکٹر گوہر نوشاہی، اکادمی ادبیات پاکستان، اشاعت، ۲۰۰۶ء، ص ۷

۲۔ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر، پاکستانی ادب کے معمار ڈاکٹر وحید قریشی شخصیت اور فن، ص ۹

۳۔ محمد حنیف شاہد، پروفیسر، ڈاکٹر وحید قریشی: میرے محسن!، مشمولہ، مخزن، جلد ۱۰، شمارہ ۱۹، ص ۶۶

۴۔ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر، پاکستانی ادب کے معمار ڈاکٹر وحید قریشی شخصیت اور فن، ص ۲۱

۵۔ شہزاد احمد، اداریہ، مشمولہ، مخزن، جلد ۱۰، شمارہ ۱۹،۲۰۱۰ء، ص ۵

۶۔ اظہر غوری، انتخاب تازہ کلام داکٹر وحید قریشی، مشمولہ، مخزن، ص ۱۵۶

۷۔ انور سدید، ڈاکٹر، وحید العصر-ڈاکٹر وحید قریشی، مشمولہ، مخزن، ص ۱۹

۸۔ وحید قریشی، ڈاکٹر، پیش لفظ، اقبال اور پاکستانی قومیت، مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۵

۹۔ ایضاً، ص ۵۷

۱۰۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، عرضِ مرتب، علامہ اقبال کا تصور ریاست اور دوسرے مضامین، بزمِ اقبال، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۷

۱۱۔ وحید قریشی، ڈاکٹر، علامہ اقبال کا تصور ریاست اور دوسرے مضامین، ص ۲۱

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۸

۱۳۔ ایضاً، ص ۳۸

۱۴۔ وحید عشرت، ڈاکٹر، دیباچہ، اساسیات اقبال، ڈاکٹر وحید قریشی، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۷

۱۵۔ محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال اُردو، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۲۹۶

۱۶۔ ایضاً، ص ۵۸۹

۱۷۔ وحید قریشی، ڈاکٹر، علامہ اقبال کا تصور حریت، اساسیات اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۳ء ص ۵۰

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۱۹۔ وحید قریشی، ڈاکٹر، علامہ اقبال اور مطالعہ تاریخ، اساسیات اقبال، ص ۲۰۳

۲۰۔ وحید قریشی، ڈاکٹر، اقبال کا اثر دوسرے شعرا پر، اساسیات اقبال، ص ۲۱۷

۲۱۔ وحید قریشی، ڈاکٹر، تفہیم اقبال کے لیے فارسی زبان کی اہمیت، اساسیات، ص ۲۹۲